اپنے کردار کے لیے ایک واضح وژن کی تشکیل

ہم میں سے اکثر لوگ زندگی میں ایک وژن (نصب العین) رکھنے کی اہمیت کے بارے میں سنتے ہوئے بڑے ہوتے ہیں۔ اساتذہ ہم سے پوچھتے ہیں، "تم بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہو؟" والدین ہمیں مخصوص کیریئرز کی طرف دھکیلتے ہیں، اور معاشرہ کامیابی کے معیار مقرر کرتا ہے جیسے ڈاکٹر، انجینئر، تاجر، یا متاثر کن شخصیت (Influencer) بننا۔ لیکن ہم شاذ و نادر ہی رک کر ایک گہرا سوال پوچھتے ہیں: **میں کس قسم کا انسان بننا چاہتا ہوں؟**

یہی وہ وژن ہے جو حقیقت میں اہمیت رکھتا ہے یعنی ہمارے **کردار** کا وژن۔ اس کا تعلق اس بات سے نہیں ہے کہ کامیابیاں ہمیں زندگی میں کہاں لے جاتی ہیں، بلکہ اس کا تعلق اس بات سے ہے کہ **اس سفر کے دوران ہم کیا بن رہے ہیں۔**

کردار کا وژن اہم کیوں ہے؟

حوصلہ مندی کے ساتھ جینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو ان اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا انتخاب کریں جو خدا نے ہمیں سونپے ہیں۔ ایسا کرنے کے لیے، ہمیں ایک واضح "قطب نما" (Compass) کی ضرورت ہے یعنی اس شخص کی ایک ذہنی تصویر جو ہم بننے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس کے بغیر، زندگی محض "آگ بجھانے" (Firefighting) کی مانند ہو جاتی ہے یعنی صرف مسائل پر ردعمل ظاہر کرنا، مواقع کے پیچھے بھاگنا، اور فوری دباؤ سے مغلوب ہونا۔

مثال کے طور پر، ایک ایسے تاجر کا سوچیں جو مالی دباؤ میں گھرا ہوا ہو۔ جب اس کے وژن کے بارے میں پوچھا جائے گا، تو وہ شاید صرف یہ سوچے: "میں چاہتا ہوں کہ یہ قرضے ختم ہو جائیں۔" یا ایک نوجوان طالب علم کہہ سکتا ہے: "میں صرف کسی اچھی یونیورسٹی میں داخلہ لینا چاہتا ہوں۔" یہ جائز اہداف تو ہیں، **لیکن یہ ایک حقیقی وژن کے بجائے قلیل مدتی مسائل ہیں۔** کردار کا وژن اس سے آگے دیکھتا ہے: "میں چاہتا ہوں کہ ایک دیانت دار تاجر کے طور پر جانا جاؤں،" یا "میں ایک ایسا طالب علم بننا چاہتا ہوں جو تاحیات سیکھتا ہے اور معاشرے کی خدمت کرے۔"

موجودہ پریشانیوں کا جال

ماہرین نفسیات کا مشاہدہ ہے کہ جب لوگوں سے ان کا وژن بیان کرنے کو کہا جاتا ہے، تو وہ اکثر اپنی موجودہ صورتحال پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ ایک ماں جو اپنے باغی نوجوان بچے سے نمٹ رہی ہے، شاید کہے کہ اس کا وژن صرف یہ ہے، "میں چاہتی ہوں کہ میرا بچہ بہتر رویہ اختیار کرے۔" ذاتی زندگی میں تعلقات کے مسائل کا سامنا کرنے والا نوجوان اپنا وژن اس حد تک محدود کر سکتا ہے کہ، "میں اپنی نجی زندگی میں صرف سکون چاہتا ہوں۔"

مسئلہ یہ ہے کہ زندگی ہمیں مسلسل نئے چیلنجز پیش کرتی ہے۔ ایک کو ٹھیک کریں تو دوسرا ابھر آتا ہے۔ اگر ہمارا "وژن" صرف موجودہ جدوجہد کو حل کرنے پر مرکوز ہے، تو ہماری سمت حالات کے ساتھ بدلتی رہے گی۔

نقطہ نظر کی تبدیلی: کردار بطورِ سہارا (Anchors)

فوری مسائل پر قابو پانے کا ایک طریقہ نقطہ نظر کو تبدیل کرنا ہے۔ اپنی موجودہ پریشانیوں کے تنگ دائرے سے باہر نکلیں اور زندگی کو ایک بلند مقام سے دیکھیں۔

ایک مفید طریقہ یہ ہے کہ **زندگی میں اپنے مختلف کرداروں (Roles) کی فہرست بنائیں۔** مثال کے طور پر:

- بطور والد یا والدہ
- بطور بیٹا یا بیٹی
- بطور شریک حیات
- بطور پیشہ ور یا طالب علم
- بطور دوست، شہری، یا کمیونٹی ممبر
- اور سب سے اہم، خدا کے حضور ایک فرد کے طور پر

اب اپنے آپ سے پوچھیں: "ان میں سے ہر کردار میں، میں کیسے یاد رکھا جانا چاہتا ہوں؟"

مثال کے طور پر:

- بطور والد: "میں چاہتا ہوں کہ میرے بچے کہیں کہ میں منصف مزاج، محبت کرنے والا اور متاثر کن تھا۔"

- بطور پیشہ ور: "میں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھی مجھے قابلِ اعتماد اور اخلاقی اصولوں کا پابند سمجھیں۔"
- بطور فرد: "میں اس دنیا سے ایک ایسے شخص کے طور پر رخصت ہونا چاہتا ہوں جو اپنے اصولوں پر قائم رہا۔"

یہ نیا زاویہ فوراً ہی ہماری توجہ کو "فوری بقا" کی کوششوں سے ہٹا کر "پائیدار کردار سازی" کی طرف موڑ دیتا ہے۔

طویل مدتی سوچ: آج کے مسائل سے آگے

زندگی ایک سفر ہے، اور سفر کی پہچان راستے میں آنے والے عارضی دھچکوں سے نہیں ہوتی۔ ایک حقیقی وژن اپنے انجام تک راستہ دکھاتا ہے: "میں اس دنیا کو کیسے چھوڑنا چاہتا ہوں؟"

ایک واقعہ اس کی واضح عکاسی کرتا ہے: ایک استاد نے ایک بار اپنے طالب علموں سے کہا کہ وہ اپنی تعزیتی تحریریں (Eulogies) خود لکھیں یعنی وہ الفاظ جو وہ اپنی قبر کے کتبے پر لکھوانا چاہتے ہیں۔ کچھ نے لکھا، "یہاں ایک کامیاب تاجر مدفون ہے۔" دوسروں نے لکھا، "یہاں وہ شخص ہے جس نے لوگوں کی زندگیوں میں فرق پیدا کیا۔" اس مشق نے طلباء کو یہ احساس دلا کر چونکا دیا کہ دنیاوی عہدے مٹ جاتے ہیں، لیکن کردار اور خدمات ہی اصل میراث بنتے ہیں۔

یہی بات ہمارے لیے بھی سچ ہے۔ اہم یہ نہیں کہ لوگ واقعی ہمیں اس طرح یاد رکھیں گے یا نہیں، بلکہ اہم یہ ہے کہ **ہم کس طرح یاد رکھے جانے کی امید رکھتے ہیں**۔ یہی امید ہماری رہنمائی کرنے والی روشنی بن جاتی ہے۔

رکاوٹوں کو اپنے وژن پر حاوی نہ ہونے دیں

وژن بناتے وقت، ہم اکثر رکاوٹوں پر توجہ مرکوز کر کے خود کو روک لیتے ہیں۔ "اگر میں ایمانداری کا انتخاب کروں گا، تو شاید میں کلائنٹس کھو دوں۔" "اگر میں زیادہ سخی بنوں گا، تو لوگ میرا استحصال کر سکتے ہیں۔"

لیکن وژن کی تعمیر کے مرحلے کے دوران، یہ خیالات صرف دھیان بھٹکانے والے ہیں۔ سب سے پہلے، یہ طے کریں کہ **آپ کس قسم کا انسان بننا چاہتے ہیں**۔ قربانیاں اور سمجھوتے بعد میں کیے جا سکتے ہیں۔ اگر ہم مشکلات کے خوف کو اپنے وژن پر اثر انداز ہونے دیں گے، تو یہ وژن سکڑ کر وہ رہ جائے گا جو "آسان" ہے، بجائے اس کے کہ وہ ہو جو ہمارے کردار کے لیے "سچا" ہے۔

باقاعدگی سے جائزہ لیں اور نظرِ ثانی کریں

وژن بنانا کوئی ایک بار کا کام نہیں ہے۔ زندگی مسلسل بدلتی رہتی ہے بچے بڑے ہوتے ہیں، کیریئر میں ارتقاء ہوتا ہے، صحت میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں، اور تعلقات بنتے ہیں۔ اپنے نئے کردار سامنے آتے ہیں، جبکہ پرانے ختم ہو جاتے ہیں۔ جس طرح تنظیمیں اپنے مشن اسٹیٹمنٹس (Mission Statements) کا جائزہ لیتی ہیں، اسی طرح افراد کو بھی ہر چند ماہ بعد اپنے کردار کے **وژن پر نظرِ ثانی** کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر، ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی نے کبھی فرمانبردار بیٹا بننے پر توجہ مرکوز کی ہو۔ زندگی کے اگلے حصے میں، اس کا بنیادی کردار ایک رہنمائی کرنے والے باپ اور ایک دانشمند کمیونٹی بزرگ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اپنے وژن کا دوبارہ جائزہ لینا اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ یہ زندگی سے متعلقہ رہے اور زندگی کے اس مرحلے سے ہم آہنگ ہو جس میں آپ موجود ہیں۔

اہم بات یہ ہے کہ یہ وژن اسٹیٹمنٹ ذاتی نوعیت کی چیز ہے۔ اس کے لیے لچھے دار زبان یا عوامی نمائش کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی ڈائری میں لکھا ایک سادہ سا نوٹ ہی کافی ہے، جب تک کہ یہ آپ کے دل کی آواز ہو۔

نتیجہ: اپنی ذات کا تعیّن کرنے کی جرات

کردار کا وژن رکھنے کے لیے حوصلہ درکار ہوتا ہے۔ اس میں کامیابی کے بارے میں معاشرتی خیالات سے آگے بڑھنا اور اس کے بجائے کامیابی کی تعریف دیانت، توازن اور زندگی کے تمام شعبوں میں نشوونما کے طور پر کرنا شامل ہے۔

جب چیلنجز آتے ہیں اور وہ لامحالہ آئیں گے تو یہ وژن ہمیں جمائے رکھتا ہے۔ یہ ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ کون سی لڑائیاں اہم ہیں، کس کس خلفشار کو نظر انداز کرنا ہے، اور کون سی قربانیاں دینا جائز ہے۔

در حقیقت زندگی کسی عہدے کے حصول کا نام نہیں، بلکہ **ایک باکردار انسان بننے کا نام ہے**۔۔ جیسا کہ ایک دانا شخص نے کہا: "سوال یہ نہیں ہے کہ دنیا نے مجھے کیا بنایا، بلکہ یہ ہے کہ خدا کی نگاہوں کے سامنے میں نے خود کو کیا بنایا۔"